سیف اللہ خالد

طارق فتح سے منیر رپورٹ تک

آئین پاکستان سے بڑا مظلوم شاید ہی کوئی ہو، جس کا گھر میں بس نہیں چلتا وہ اسے کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ پنجاب کا ایک دو ٹکے کا پولیس افسر اٹھتا ہے اور قادیانیت سے متعلق آئینی دفعات کی تشہیر پر پرچے درج کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ قادیانی جماعت کے قاتل اس کے دفتر میں پناہ لیتے ہیں، اور وہ انھیں بغل میں لیے پھرتا ہے۔ کوئی شیخل اٹھتا ہے اور برطانوی انٹیلی جنس کے سرمایہ پر مسخرا پن کرتے ہوئے آئین کو دھتکار کر اقتدار پر قبضے کی دھمکیاں دینے لگتا ہے۔ اوقات اتنی ہے کہ پورے ملک میں کونسلر کی ایک نشست بھی جیتنے کی سکت نہیں رکھتا۔ ادھر ایک سونامی خان ہے، جو اپنی ٹوٹتی ہوئی پارٹی کا علاج یہ سمجھتا ہے کہ وفاق پر چڑھ دوڑو۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ صوفی محمد ایک بار کہتا ہے میں آئین نہیں مانتا، تو اسے غدار قرار دے کر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے، پورے ملک کا الیکٹرونک اور سوشل میڈیا پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے، مگر ادھر چناب نگر میں قادیانی ٹولہ ریاست کے اندر ریاست بنا کر آئین، قانون اور عدلیہ تک کی توہین علی الاعلان کرتا ہے، تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، حالانکہ یہ ٹولہ اس وقت سے آئین کا دشمن ہے جب سے یہ آئین بنا اور یہ صرف آئین ہی نہیں ملک کا بھی دشمن ہے اور اس کی دشمنی کی مثالیں تاریخ کے اوراق میں نہیں، حال کے کینوس پر بھی نمایاں دکھائی دیتی ہیں، مگر شاید جناب شیخل کی طرح انھیں بھی مغربی ممالک کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس لیے یہاں آنکھیں بند اور زبانیں تالو سے چپکی ہوئی ہیں۔

نہرو سے خط کتاب کرتے ہوئے حکیم الاُمّت علامہ محمد اقبال نے کہا تھا کہ ''قادیانیت ملک و ملّت دونوں کے غدار ہیں۔'' اور وقت نے ثابت کر دیا کہ شاعر مشرق نے غلط نہیں کہا تھا۔ پاکستان کے اعلان سے لے کر لمحۂ موجود تک اگر قادیانیوں کی غداریاں، سازشیں اور شرانگیزیوں کا شمار کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ یہ گروہ دروغ پیشہ جسے تخلیق ہی اس لیے کیا گیا کہ اُمّتِ مسلمہ کو کمزور کیا جا سکے، آج کل مغرب کا لاڈلہ بنا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھوں کی تخلیق ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ان دنوں اس کا استعمال ان کے لیے ماضی کے مقابلے میں ہمیشہ سے زیادہ فائدہ مند ہو سکتا ہے، مگر شاید نہیں جانتے کہ جھوٹے مدعیان نبوت اور ہاتھوں کے گھڑے ہوئے فتنے مسلمان کے اذہان و قلوب کو تسخیر کر ہی نہیں سکتے۔ اُمّت کے اجتماعی ضمیر نے ایک دن کے لیے بھی اس فتنہ کذاب کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی کرے گا۔ رہا آئین پاکستان میں نقب زنی کرتے ہوئے اس کینسر کو اُمّت کے وجود کا حصہ منوانے کا سوال، تو ایں خیال است و محال است و جنوں والی بات ہے۔ جس قوم نے دن رات کی محنت کر کے ہزاروں جانیں قربان کر کے اس غلاظت کو الگ کر کے پھینکا ہے، وہ اسے

کسی بھی قیمت پر دوبارہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہوسکتی۔

ڈپلومیٹک ایکٹیوٹیز کوقریب سے دیکھنے کا تجربہ رکھنے والے اسلام آباد کے اخبار نویس اور ارباب دانش آگاہ ہیں کہ اس وقت امریکہ و یورپی یونین کی سفارتی تقریبات کا مرغوب ترین موضوع یہی ہے کہ قادیانیت کو کسی طرح سے اسلام کا لبادہ اوڑھا دیا جائے اور اس مقصد کی خاطر یہ ممالک اور ان کے سفارت خانے خزانوں کے منہ کھولنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ بعض نادان جو مغربی سفارتی تقریبات میں اُگلے جملوں اور اصطلاحات کو ہی کُل متاعِ فکر خیال کرتے ہیں۔ ان دنوں ''نیو سوشل کنٹریکٹ''، یعنی نئے عمرانی معاہدے کی اصطلاح استعمال کرتے دکھائی دے رہے ہیں، مگر نہیں جانتے کہ اس کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں اور یہ مغربی گدھ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

معاملہ صرف آئین پاکستان تک محدود نہیں رہا۔ یہ تخریبی ٹولہ جو ۱۹۷۴ء تک سازشوں کے ذریعے پاکستان کے اقتدار اعلیٰ میں گھسنے کی کوششیں کرتا رہا اور اس کے بعد یہودیوں کی طرح زیرزمین سرگرمیوں کے ذریعے ریاست پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے لگا، آج کل کھل کر بدمعاشی کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ بلوچستان میں بھارتی حمایت سے جاری نام نہاد علیحدگی کی دہشت گرد تحریک میں بھی اس کے قدموں کے نشان ملتے ہیں، بلکہ قادیانیت کا ایک اہم سپوت طارق فتح، پوری طرح سے پاکستان دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ کینیڈا کی شہریت رکھنے والا یہ شیخچلی جیسا دوغلا پاکستانی حقیقت میں بھارتی انٹیلی جنس کا مہرہ ہے اور مغربی ممالک میں بلوچستان کے حوالے سے پاکستان کے مفادات کے خلاف پروپیگنڈے میں ہمیشہ پیش پیش دکھائی دیتا ہے، حالانکہ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ قادیانی اور پاکستان کا دشمن ہونے کے سبب بھارتی اسے استعمال کر رہے ہیں اور وہ دانستہ طور پر استعمال ہو بھی رہا ہے۔

اطلاعات تو یہ بھی ہیں کہ بلوچستان میں موجود قادیانیوں کو بھی دہشت گردوں کی طرف سے مکمل تحفظ حاصل ہے، کیوں نہ ہو، آخر اپنے ہی بندے جو ہوئے۔

دیکھا جائے تو بلوچستان کے حوالے سے ہوس اور لالچ قادیانیت کا کوئی نیا شوشہ نہیں۔ وہ قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی اس کوشش میں لگا ہوا ہے اور بار بار منہ کی کھانے کے بعد اب نصف صدی بعد بھارتی آشیرباد کے نتیجے میں ایک اُمید تو ان کو بھی دکھائی دے رہی ہے، جو اب حالات کے ہاتھوں ماند نہیں پڑ رہی بلکہ معدوم ہوتی جارہی ہے۔ ماضی میں دیکھیں تو ۱۹۵۲ء کے آغاز میں اس وقت کے مرزائی دجال مرزا بشیر الدین محمود نے بہت سُر میں آکر کہا تھا، ۵۲ھ ہمارا ہے، اس سال کے آخر تک ہم بلوچستان کو اپنا بنالیں گے۔ یقین نہ آئے تو منیر انکوائری کمیشن رپورٹ پڑھ لینی چاہیے۔ یہ رپورٹ کسی مولوی نے لکھی ہے نہ کسی دینی طالب علم نے بلکہ یہ مغربی ذہنیت رکھنے والوں کی پسندیدہ شخصیت جسٹس منیر کی

رپورٹ ہے، جسے مغربی جگال باز بائبل خیال کرتے ہیں اوراس کا حوالہ دے کر طعنہ دیتے ہیں کہ کون سا اسلام نافذ ہو۔ علما تو منیر انکوائری میں مسلمان کی تعریف تک متعین نہیں کر سکے۔ اس منیر رپورٹ میں مرزا بشیر الدین محمود کی اگست ۱۹۴۸ء کی وہ تقریر موجود ہے جس میں اس نے کہا تھا: ''بلوچستان کی کل آبادی ۵ یا ۶ لاکھ ہے، زیادہ آبادی کو قادیانی بنانا مشکل ہے، لیکن تھوڑے آدمیوں کو قادیانی بنانا مشکل نہیں۔ جماعت توجہ دے تو بہت جلد اس صوبے کو قادیانی بنایا جاسکتا ہے...... اگر ہم سارے صوبے کو قادیانی بنا تو ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جسے ہم اپنا کہہ سکیں گے اور یہ آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے اور یہ کہ صوبہ اب کبھی بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا۔ یہ ہمارا شکار ضرور ہوگا'' اس منیر رپورٹ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ۱۹۵۱ء میں کرسمس کے موقع پر مرزا کا خطاب جو الفضل نے ۱۶ر جنوری ۱۹۵۲ء کو شائع کیا، میں مرزا نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ: ''وہ اپنی سرگرمیاں تیز اور شدید کر دیں تا کہ جو لوگ اب تک ''کافر'' ہیں وہ قادیانیت کے دائرے میں ۱۹۵۲ء کے آخر تک آجائیں۔'' اور اسی خطاب میں کہا کہ ۱۹۵۲ء ''میرا'' ہے۔ (منیر رپورٹ ۲۰۰۹ء، الفضل ۱۳راگست ۱۹۴۸ء، ۱۶ر جنوری ۱۹۵۲ء، تحریک احمدیت، ص: ۵۴۴) مگر تمام تر سازشوں کے باوجود نصف صدی بعد بلوچستان آج بھی مسلم اکثریتی صوبہ ہے اور مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوّت پر لعنت بھیجتا ہے۔ یہی جذبہ انتقام ہے، جس کے تحت قادیانی جماعت طارق فتح کے ذریعے اب وہاں دہشت گردی کی تحریک کو سپورٹ کر رہی ہے اور بھارتی ''را'' کے براہ راست رابطے کے ذریعے یہ شخص دہشت گردی کی تحریک کا مغربی ممالک میں ترجمان بنا ہوا ہے۔

معاملہ صرف بلوچستان تک ہی محدود نہیں ہے۔ مرزا ملعون کے ۱۰۰ویں یومِ ہلاکت پر جارحانہ انداز میں مرزائیت کی تبلیغ کے اعلان کے بعد سے یہ ٹولہ پاکستان میں اسٹنگ آپریشن کے ذریعے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر نہ صرف پاکستان کو بدنام کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر نقد امداد اور دیگر فوائد بھی حاصل کر رہا ہے۔ گوجرانوالہ کا واقعہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے، جس میں قادیانی نوجوان نے کعبہ کی توہین آمیز تصویر اپنے ہی محلے کے نوجوان کو بھیج کر مشتعل کیا اور پھر احتجاج کرنے والوں کو فائرنگ کر کے حملے پر اکسایا۔ اس حملے میں ۹۰ کی دہائی میں بھی یہ قادیانی ایسا ہی ایک ڈرامہ رچا کر ۳۷ قادیانیوں کو بیرون ملک سیٹل کروا چکے ہیں۔ لاہور میں قبروں کے کتبے توڑنے سے لے کر ان دنوں فیصل آباد میں زیرِ گردش ایک جعلی دھمکی آمیز خط تک یہ سارے ایسے واقعات ہیں جن میں یہ ٹولہ اشتعال پیدا کرتا ہے اور پھر اس اشتعال کو اپنے مفاد میں استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے ایک مغربی سفارت کار نے بڑے پتے کی بات کہی کہ ''مسیحیوں کے خلاف جتنے توہین رسالت کے واقعات ہوں گے، اس سے توہین رسالت قانون کے خلاف پروپیگنڈے کا موقع ملے گا۔ اس لیے ہم توہین رسالت کے منصوبوں کو شاندار مستقبل کی پیشکش کرتے ہیں، تا کہ لوگ خوف سے نکلیں اور لالچ میں اس

قانون کو توڑیں۔ اس طرح قادیانیوں کے خلاف کارروائیاں بھی ان کی مظلومیت کو بھڑکاتی ہیں، اس لیے ہم انھیں سپورٹ کرتے ہیں تاکہ قادیانیوں کے خلاف قوانین ختم کرواسکیں۔'' ایک دوسرے مغربی سفارت کار کا کہنا ہے کہ: ''آئندہ ۱۰ برس میں پاکستان سے قادیانیت کے خلاف قوانین توہین رسالت کی سزا اور شراب کے خلاف قوانین ختم ہو جائیں گے اور یہ ملک ہمارے لیے آئیڈیل جگہ ہوگی۔''

پنجاب کا دو ٹکے کا پولیس افسر ہو، مغربی سفارت کار اور طارق فتح جیسا در بدر ایجنٹ، وہ جتنی مرضی ڈینگیں ماریں، جتنے مرضی خواب دیکھیں مگر ۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین کی اس بڑھک کا انجام یاد رکھیں، جس نے کہا تھا کہ ۵۲ء میرا ہے اور آج تک یہ جملہ لعنت بن کر اس کی قبر پر برس رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ پاکستان کے آئین سے بڑھ کر اس وقت کوئی مظلوم نہیں، صرف اس لیے کہ یہ آئین نفاذ اسلام کی ضمانت دیتا ہے، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتا ہے اور توہین رسالت پر سزائے موت کا فیصلہ سناتا ہے۔ اگر یہ تینوں امور نکال دیں، تو سب کو قابل قبول ہوگا مگر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ آئین رہے نہ رہے، مگر یہ تینوں امور قوم کے اجتماعی ضمیر کا فیصلہ ہے۔ ان پر کوئی سودے بازی ممکن ہے نہ کوئی ایسا آئین نافذ ہوسکتا ہے جس میں یہ تینوں ضمانتیں نہ ہوں۔

(مطبوعہ: ۵/اگست ۲۰۱۴ء۔ روزنامہ ''اُمّت'' کراچی)